پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

2017ء میں پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال: اہم نکات

قوانین اور قانون سازی

* وفاقی پارلیمان نے 2017ءمیں کُل 34 قوانین بنائے۔ یہ تعداد 2016ءمیں بنائے گئے قوانین سے کم ہے جب 51 قوانین منظور ہوئے تھے۔
* پاکستان نے موسمی تبدیلی ایکٹ اور بچوں کے حقوق پر قومی کمیشن ایکٹ کے نام سے دو وفاقی قوانین منظور کیے تاکہ ان عالمی معاہدات کے تحت ملک پر عائد ذمہ داریوں کو پورا کیا جاسکے جن کی پاکستان نے توثیق کر رکھی ہے۔
* 2017ءمیں منظور ہونے والے صوبائی قوانین کی تعداد 44 تھی۔ یہ تعداد 2016ءمیں بنائے گئے قوانین کے نصف سے کچھ زیادہ تھی۔
* اس برس صوبائی سطح پر سب سے زیادہ قوانین بنانے کے حوالے سے سندھ 14 قوانین منظور کرکے پہلے نمبر پر رہا جس کے بعد باالترتیب خیبرپختونخوا، پنجاب اور بلوچستان کا نمبر آتا ہے۔

انصاف کا انتظام وانصرام

* 2017ءکے دوران ملک کی عدالتوں میں 333,103 مقدمات زیرِ التواءتھے۔
* رواں برس سپریم کورٹ کا سب سے اہم فیصلہ وہ تھا جس میں اس نے ملک کے وزیراعظم کو 'صادق' اور 'امین' نہ ہونے پر آئین کی دفعات 62اور63 کے تحت نااہل قرار دے دیا۔
* وکیلوں اورججوں کے درمیان کشیدگی میں شدت آئی۔
* 23ویں آئینی ترمیم کے ذریعے فوجی عدالتوں کو مزید دو برس کے لیے وسعت دی گئی۔
* پہلی مرتبہ 2017ء کی مردم شماری میں خواجہ سراؤں، یا عورتوں کی خصوصیات رکھنے والی خواجہ سراء کو بھی شامل کیا گیا اور حکومت نے خواجہ سراؤں کو ان کی شناخت کے مطابق پاسپورٹ جاری کیے۔

امن عامہ

* دہشت گردی کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں میں تو کمی ضرورآئی مگر مذہبی اقلیتوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں جیسے 'آسان اہداف' پرتشدد میں اضافہ ہوا۔
* سال کے پہلے 10 ماہ کے دوران، پاکستان کے چاروں صوبوں میں خواتین کے خلاف جرائم کے 5660 واقعات رپورٹ ہوئے۔
* ایک تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ 2017ء میں 'مقابلوں' میں مارے جانے والوں کی تعداد لوگوں کے درمیان لڑائی جھگڑے جن میں آتشی اسلحے کا استعمال ہوااور خودکشیوں سے ہونے والی ہلاکتوں سے زیادہ تھی۔
* 2017ء میں پاکستان میں مذہب کی تضحیک سے متعلقہ تشدد اور مشتعل ہجوم کے حملوں میں اضافہ ہوا جبکہ حکومت نے تضحیکِ مذہب کے الزامات میں امتیازی قانونی کارروائیوں کے حق میں صفائیاں دینے کا سلسلہ جاری رکھا۔
* سوشل میڈیا پر مبینہ تضحیک مذہب میں پہلی سزائے موت شیعہ مسلک کے ایک فرد کو سنائی گئی۔

جیلیں، قیدی اور جبری گمشدگیاں

* نومبر2017ء تک، پاکستانی جیلوں میں 82,591 قیدی تھے۔ پنجاب کی جیلوں میں 50,289 قیدی تھے جبکہ گنجائش 32,235 قیدیوں کی تھی۔ سندھ کی جیلوں میں 19,094 قیدی تھی جبکہ گنجائش 12,613 کی تھی۔ خیبرپختونخوا کی

جیلوں میں 10,811 قیدی تھے جبکہ گنجائش 8395 قیدیوں کی تھی اور بلوچستان کی جیلوں میں 2,397 قیدی تھے جبکہ گنجائش 2,585 قیدیوں کی تھی۔

* خواتین قیدیوں کی کُل تعداد 1,442 تھی۔ پنجاب میں 959، سندھ میں 214 ، خیبرپختونخوا میں 247 جبکہ بلوچستان کی جیلوں میں 22 خواتین قیدی تھیں۔
* پاکستانی عدالتوں نے 253 لوگوں کو سزائے موت سنائی جن میں پانچ خواتین شامل تھیں۔ ان لوگوں کو 197 مقدمات میں سزا سنائی گئی تھی۔
* 2017ء میں63 لوگوں کو پھانسی لگائی گئی جن میں سے 43 لوگوں کو فوجی عدالتوں سے سزا سنائی گئی تھی۔
* انکوائری کمیشن برائے جبری گمشدگیوں کو 2017ء میں 868 کیسز موصول ہوئے جن میں سے کمیشن نے 555 کیسز نبٹائے۔

نقل وحمل کی آزادی

* نقل وحمل پر پابندیوں کا سلسلہ جاری رہا جس کا بنیادی سبب امن عامہ کی ناقص صورتحال، مظاہرے اور شدت پسندی تھی۔
* پاکستانی پاسپورٹ دنیا بھر میں سفر کے حوالے سے دوسرا ناپسندیدہ ترین پاسپورٹ تھا اور پاکستانیوں کو صرف چھ ممالک تک ویزے کے بغیر رسائی حاصل تھی۔
* کئی بار ایسا محسوس ہوا کہ ایگزٹ کنٹرول لسٹ کا استعمال بے جا کیا گیا تھا۔ بعض اوقات ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں کچھ لوگوں کے نام بغیر کسی وجہ کے ڈالے گئے اور بعض دفعہ لوگوں پربدعنوانی کے الزامات کے باوجود اُن کے نام فہرست سے ہٹائے گئے۔

فکر، ضمیر اور مذہبی کی آزادی

* نومبر میں، فیض آباد، اسلام آباد میں چند سو مظاہرین نے اپنے مطالبات تسلیم ہونے تک دارالحکومت اور فوجی ہیڈکوارٹر کے شہر وں کوغمال بنائے رکھا۔
* مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد میں کمی نہ آسکی اور مسیحیوں، احمدیوں، ہزارہ، ہندوؤں اور سکھوں سمیت تمام اقلیتیں حملوں کا سامنا کرتی رہیں۔
* مسیحی ازدواج ایکٹ اور مسیحی طلاق ایکٹ میں ترامیم تجویز کی گئیں کیونکہ ان دونوں قوانین کی بعض دفعات متروک ہوگئی تھیں۔
* اکتوبر 2017ءمیں پنجاب اسمبلی میں 'پنجاب آنند کراج بل2017' پیش ہوا جس میں یونین کونسل کی سطح پر سکھوں کی شادی کے اندراج کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ یہ ایک بہت بڑی پیش رفت تھی۔

اظہار رائے کی آزادی

* کردار سازی کی مہمیں چلانے یا ریاست مخالف اور مذہب مخالف ہونے کے الزامات لگانے کے لیے انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے استعمال میں اضافہ ہوا۔
* صحافیوں اور بلاگرز کو بدستور دھمکیوں، حملوں اور اغواءکاریوں کا سامنا رہا۔
* لوگوں کو خاموش کروانے کے لیے مذہب کی تضحیک کے قانون کا استعمال جاری رہا۔
* ذرائع ابلاغ کے ادارے، ٹی وی چینلز اور اخبارات کے دفاتر اور پریس کلب حملوں کی زد میں رہے۔

اجتماع کی آزادی

* دھرنوں اور ریلیوں سے نبٹنے کے لیے ہجوم اور ٹریفک کے نظام کو کنٹرول کرنے کے لیے درکارحکمت عملیوں کا فقدان تھا جس کے باعث روزمرہ کی زندگی شدید متاثر ہوئی۔
* عدم رواداری اور انتہا پسندی نے لوگوں کی سماجی وثقافتی زندگی کو شدید متاثر کیا۔
* پرامن اجتماع کے حق کو محدود کرنے کے لیے دفعہ 144 کا بے جا استعمال کیا گیا۔

انجمن سازی کی آزادی

* عالمی ٹریڈ یونین کنفیڈریشن (آئی ٹی یوسی) کے حقوق کے عالمی گوشوارے 2017ءکے مطابق، پاکستان کا شمار کام کار کے حالات حوالے سے سب سے خطرناک ممالک میں ہے۔
* سینٹ کی تمام ارکان کی کمیٹی نے ایک قرارداد منظور کی جس میں تعلیمی اداروں میں طلبہ تنظیمیں بحال کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔
* تمام صوبوں میں گھریلو مزدوروں کو انجمن سازی کا حق دینے کے لیے آئی ایل او گھریلو مزدور کنونشن (نمبر189) کی توثیق 2017ء میں بھی نہ ہوسکی۔
* عالمی غیر سرکاری تنظیموں اور ان کے مقامی پارٹنرز کو کام سے روکنے اور ان پر پابندیاں عائد کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔

سیاسی عمل میں شمولیت

ایک اور منتخب وزیراعظم کو اُن کے عہدے سے ہٹادیا گیا۔

* خواتین کے حق رائے دہی کوتقویت دینے اور انتخابات میں ان کی شمولیت کو بڑھانے کے باعث نئے انتخابی قانون کو ابھی عوامی تائید ملی ہی تھی کہ خیبرپختونخوا کے علاقے دیرزیریں کے ضمنی بلدیاتی انتخابات میں اس کی پامالی بھی کردی گئی۔
* عبوری مردم شماری کے اعدادوشمار کی بنیاد پر قومی اسمبلی کی نشستیں بڑھانے کے لیے ایک آئینی ترمیم منظور کی گئی۔

خواتین

* پاکستان ایک مرتبہ پھرصنفی مساوات اور خواتین و لڑکیوں کی خودمختاری کے بین الاقوامی اصولوں پر پورا اترنے میں ناکام رہا ، خاص طور پرعالمی معاشی فورم کی عالمی صنفی عدم رپورٹ2017 (جی جی جی آر 2017) کے مطابق۔
* 2017 ء کی مردم شماری کے ابتدائی نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ ملک میں آبادی کے لحاظ سے1981ء سے متضاد صنفی تناسب میں کوئی کمی نہیں آئی: خواتین اور لڑکیوں کی شرح (48.76فیصد) مردوں (51.24فیصد) کے مقابلے میں اب بھی کم ہے۔
* 2018ء کے انتخابات قریب ہیں اور ایک کروڑ بیس لاکھ خواتین کا بطور ووٹر اندراج نہیں کیا جاسکا، جس کی خاص وجہ یہ ہے کہ دور دراز کے دیہی علاقوں میں خواتین کے پاس کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ موجود نہیں ہیں۔
* 2017ء میں خواتین کے خلاف تشدد کے رپورٹ ہونے والے واقعات کی تعداد اصل تعداد سے کافی کم تھی کیونکہ دیہات میں متعدد وجوہات جیسے کہ قدامت پسندی، ناخواندگی، بدنامی ، شرم اور بے عزتی کے خوف، اور غربت کی وجہ سے زیاہ تر واقعات کی اطلاع نہیں دی جاتی۔

بچے

* دنیا بھر میں نومولود بچوں کی کل اموات میں پاکستان کا حصہ 10فیصد ہے اور یہ ان پانچ ممالک میں سے ایک ہے جن کا دنیا بھر میں شیر خوار بچونکی اموات میں حصہ 50فیصد ہے۔
* 2017 ء میں، پاکستان پولیو کی منتقلی کو تقریباً مکمل طور پر روکنے میں کامیاب رہا۔
* قومی اسمبلی نے بالآخر بچوں کے حقوق کے قومی کمیشن بل کی منظوری دے دی جو 2015ء سے زیر التواءتھا ۔
* حالیہ سالوں میں قومی اور صوبائی سطح پر بچوں کے تحفظ سے متعلق متعدد قوانین کی منظوری کے باوجود، 2017ء میں بچوں کو ہر قسم کے تشدد کا سامنا رہا۔
* سینیٹ نے دارالحکومت اسلام آباد میں جسمانی سزا کی ممانعت کا ایکٹ2017ء منظور کیا۔ سندھ اور گلگت ۔ بلتستان نے بھی اس عمل کی روک تھام کے لیے قوانین منظور کیے۔

محنت کش

* مزدور انجمن سازی اور اجتماعی سودا بازی کے حق سے محروم رہے۔ محتاط اندازوں کے مطابق،پاکستان میں اس وقت صرف ایک سے تین فیصد مزدور مختلف یونینوں کے تحت منظم ہیں۔
* پیشہ ورانہ تحفظ اور صحت کی سہولیات کے حوالے سے قانون سازی نہیں کی گئی۔2017ءکے دوران، بلوچستان میں کوئلے کی کانوں میں زیادہ اموات واقع ہوئیں، جہاں پیشہ ورانہ تحفظ اور صحت کی سہولیات برائے نام ہیں۔
* گھروں میں کام کرنے والے بچوں کے ساتھ زیادتیوں کی اطلاعات ملتی رہیں جبکہ ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے ابھی تک کوئی قانون منظور نہیں کیا گیا۔
* مزدوری کے معیارات اور انسانی حقوق سے متعلق آئی ایل او اوراقوام متحدہ کے بین الاقوامی کنونشنوں اور معاہدوں کے نفاذ کے مسئلہ پاکستان میں بدستور موجود ہے۔

تعلیم

* پاکستان نے 2018ء میں اقوام متحدہ میں پائیدار ترقیاتی اہداف سے متعلق رپورٹ جمع کرائی ہے،تاہم پاکستان 2030ء کے مقررہ وقت سے پہلے تمام بچوں کو بنیادی تعلیم کی فراہمی کے ہدف کو پورا کرتا دکھائی نہیں دیتا۔
* دنیا بھر میں اسکول سے باہر بچوں کی تعداد پاکستان میں اب بھی سب سے زیادہ ہے، اور پرائمری تعلیم اسکولوں میں 56لاکھ اور ثانوی تعلیم اسکولوں میں تقریباً 55لاکھ بچے اسکولوں سے باہر ہیں۔
* مالی سال 18-2017ء میں، پاکستانی حکام ایک مرتبہ پھر اپنے جی ڈی پی کا کم از کم 6-4فیصد اورعوامی اخراجات کا کم سے کم 20-15فیصد شعبہ تعلیم کے لیے مختص کرنے میں ناکام رہے۔
* عالمی صنفی عدم مساوات رپورٹ 2017ء ظاہر کرتی ہے کہ صنفی عدم مساوات کے لحاظ سے پاکستان دوسرا بدترین ملک ہے جو144ممالک کی فہرست میں 143ویں نمبر پر ہے اور ایک ایسے اسکیل پر جہاں صفر سکورصنفی عدم مساوات جبکہ 01 صنفی مساوات کو ظاہر کرتا ہے، اس کا اسکور0.546رہا۔
* والدین نے ایک مرتبہ پھر مجبورہوکرنجی اسکولوں کی جانب سے فیسوں میں غیر قانونی اور غیر حقیقی اضافے کے خلاف احتجاج کیا۔
* پنجاب میں میڈیکل یونیورسٹیوں اور کالجوں میں داخلے کے لیے انٹری ٹیسٹ اس وقت منسوخ کردیے گئے جب سوال نامے لِیک ہونے کی اطلاعات سامنے آئیں۔

صحت

* عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او)کے تجویز کردہ معیار کے مطابق، صحت کے لیے مختص بجٹ ملکی جی ڈی پی کا چھھ فیصد ہونا چاہئے تاہم پاکستان میں یہ ایک فیصد سے بھی کم رہا ہے۔

* گزشتہ سالوں کے دوران صحت کے شعبے میں سرمایہ کاری تو کی گئی ہے لیکن پیش رفت کی شرح دیگر ممالک سے کم ہے، اور بیماریوں کا اہم سبب ناقص غذائیت اور ناقص خوراک ہے۔
* ڈبلیو ایچ او کے مطابق، پاکستان دنیا کے ان پانچ ممالک میں سے ایک ہے جہاں ٹی بی کی شرح سب سے زیادہ ہے اور ڈبلیو ایچ او کے مطابق، مشرقی بحیرہ روم کے علاقوں میں ٹی بی کے پھیلائو کے لحاظ سے پاکستان کاحصہ 61 فیصد ہے۔
* تھیلیسیمیا اور ایچ آئی وی/ایڈز کے پھیلائو میں اضافہ ہوا ، پاکستان میں تین کروڑ پچپن لاکھ بالغ افراد شوگر کے مرض میں مبتلا ہیں، اور پاکستان دنیا کے ان ممالک میں دوسرے نمبر پر ہے جہاں ہیپاٹائٹس ک پھیلائو سب سے زیادہ ہے، جبکہ مصر اس لحاظ سے پہلے نمبر پر ہے۔

رہائشی اور عوامی سہولیات

* عالمی بینک کے اندازے کے مطابق، پاکستان میں ایک کروڑ (10لاکھ ملین) رہائشی یونٹوں کی کمی ہے اور خاص طور پر شہری علاقوں میں اس کمی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔
* ترقیاتی محکموں نے ملک بھر میں غیر قانونی رہائشی اسکیموں پر قابو پانے کے لیے اقدامات کیے۔
* رہائشی سہولیات کی تعمیر میں حفاظتی معیارات اور کنٹرول کے فقدان کے باعث عمارتیں منہدم ہونے کے نتیجے میں متعداد اموات واقع ہوئیں۔

ماحولیات

* موسمی تبدیلی اور اس کے اثرات سے متعلق بین الاقوامی معاہدوں کے تحت پاکستان کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے پاکستان موسمی تبدیلی ایکٹ2017ء منظور کیا گیا۔
* پاکستان شدید خطرے سے دوچار ان ممالک کی فہرست میں شامل ہے جو موسمی تبدیلی سے سب سے زیادہ غیر محفوظ تصور کیے جاتے ہیں۔
* پاکستان دنیا کے ان ممالک میں چوتھے نمبر پر ہے جہاں پانی کا استعمال سب سے زیادہ ہے اور پاکستان ریسرچ کونسل برائے آبی ذرائع نے حالیہ دنوں ایک سخت انتباہ جاری کیا ہے کہ 2025ء تک ملک میں پانی مکمل طور پر ختم ہوسکتا ہے۔ اس کے باوجود، پاکستان کے پاس پانی سے متعلق ایسی کوئی پالیسی نہیں جس سے جامع منصوبہ بندی اور عمل درآمد کو یقینی بنایا جاسکے۔2002ء میں ایک پالیسی تشکیل دی گئی تھی، لیکن اس کی آج تک منظوری نہیں دی جاسکی۔
* پاکستان ایشیا کے ان ممالک میں سے ایک ہے جہاں جنگلات کی کٹائی کی شرح سب سے زیادہ ہے، جو موسمی تبدیلی کا ایک بنیادی سبب ہے۔
* پاکستان کے بڑے شہروں میں فضائی آلودگی کی اوسط شرح عالمی ادارہ صحت کی طے کردہ حدود سے تقریباً چار گنا زیادہ ہے۔
* ڈبلیو ایچ او کی ایک رپورٹ کے مطابق، پاکستان کی صرف36فیصد آبادی، بشمول 41فیصد شہری آبادی اور 32فیصد دیہی آبادی، کو پینے کے صاف پانی تک رسائی حاصل ہے۔

مہاجرین

* ایک سرکاری اندازے کے مطابق، پاکستان میں افغان شہریوں کی تعداد پچیس لاکھ سے زائد ہے، جن میں 14لاکھ رجسٹرڈ افغان مہاجرین شامل ہیں۔ ملک میں کم از کم دس لاکھ غیر رجسٹرڈ افغان شہری رہائش پذیر ہیں۔
* یو این ایچ سی آر کے مطابق، سال کے آخر تک پچاس ہزار سے زائد مہاجرین افغانستان واپس گئے۔ یہ تعداد گزشتہ سال کے مقابلے میں اافغانستان واپس جانے والے مہاجرین کی تعداد میں ایک بہت بڑی کمی کو ظاہر کرتی ہے۔

* فروری 2017ءمیں، وفاقی حکومت نے ایک پالیسی کا اعلان کیا جس کے تحت افغان مہاجرین کے قیام میں 31دسمبر تک توسیع کردی گئی (بعد ازاں اس مہلت میں 30دن کا اضافہ کرکے اسے جنوری2018ءتک بڑھا دیا گیا)۔
* 2017 ءمیں پاکستان میں موجود افغان شہریوں کو افغانستان اور پاکستان کے بگڑتے تعلقات کی وجہ سے تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔
* بنگلہ دیش میں محصور اڑھائی لاکھ پاکستانیوں کی تکالیف کے ازالے کے لیے کوئی پیش رفت نہیں دیکھی گئی ۔